مصحف حضرت فاطمہ زہراؑ

مولانا سید محمد رضا رضوی (غروی)

تاریخ اسلام میں معزز و محترم خواتین کا ایک سلسلہ ہے جو جناب حوّا سے شروع ہوتا ہے اور معصومہ عالمؑ کی ذات پر اپنے پورے کمال تک پہنچ جاتا ہے اسلامی روایات و تاریخ میں اسکا ذکر تفصیل سے موجود ہے چنانچہ جناب حوّا دنیائے ہستی کی پہلی خاتون ہیں مگر اپنی اجتماعی زندگی میں ماں باپ کے ساتھ رہ کر ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے اور ان کے ساتھ کس طرح پیش آیا جائے ان کی زندگی میں اسکا نشان نہیں ملتا۔ جناب مریمؑ تاریخ کی اہم ترین خاتون کی صف میں دکھائی دیتی ہیں۔ انکی زندگی بھی اپنے دور کیلئے ایک نمونہ تھی پھر بھی جناب مریمؑ کو عملی زندگی میں آئیڈیل اور نمونہ قرار دیا جائے تو شوہر کے ساتھ زندگی گذارنے کے کیا قوانین واصول ہیں ان کی زندگی میں اسکا جواب نہیں ملے گا۔ اسی طرح جناب آسیہ کی زندگی اپنی جگہ پر کامل ہونے کے باوجود نمونۂ عمل قرار نہیں دی جاسکتیں کیونکہ ان کے یہاں جناب موسیٰؑ کی پرورش کی بنا پر اگر مادرانہ شفقت کی جھلک تلاش کر بھی لی جائے تو باپ اور بیٹی کا رشتہ تاریخ کے اندھیرے میں گم نظر آتا ہے۔ اس کے برخلاف تاریخ اسلام کے دامن میں ایک ایسی مثالی خاتون کا تذکرہ بھی ملتا ہے کہ جس کی زندگی زمان ومکان کی قید سے نکل کر ہر جہت سے ہر ایک کیلئے نمونہ اور مثالی قرار دی جاسکتی ہے۔

چنانچہ امّ المومنین جناب خدیجہؑ کا افتخار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پارۂ دل جناب فاطمۃ الزہراؑ کی ۱۸؍سالہ پوری زندگی دنیا کے لئے نمونہ اور مثالی ہے۔ ایک طرف معاشرتی زندگی میں خانہ داری کے سبھی اصول وضوابط پیش کر دیے گئے ہیں تو دوسری طرف بندگی وعبادت کا سلیقہ اور ایثار وفداکاری کے رموز سکھائے گئے ہیں۔ گویا انسانی تربیت کا ہر نمونہ شہزادیٔ کائنات کی مختصر حیات میں مل جائے گا۔

چنانچہ مصحف حضرت زہراؑ تعلیمات اسلامی کا ایک ایسا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے کہ جس میں تعالیم الٰہی کا ایک بحر زخار موجزن ہے۔

مصحف فاطمہ زہراؑ:۔ معنویت وعلوم ومعارف کا وہ چشمہ ہے کہ جس کا سرچشمہ وحی الٰہی ہے اور جس طرح سے قبر حضرت زہراؑ مخفی ہے اسی طرح صحیفہ بھی عام نظروں سے پوشیدہ اور ایک راز ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آپکے القاب میں سے ایک لقب محدّثہ بھی ہے کہ جس کے سلسلے میں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: اِنَّمَا سُمِّيَتْ فَاطِمَةُ مُحَدَّثَةً لِاَنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَهْبِطُ مِنَ السَّمَاءِ فَتُنَادِيهَا

كَمَا تُنَادِي مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ۔ فاطمہؑ کو محدثہ اس لئے نام دیا گیا کہ فرشتۂ الٰہی مسلسل آسمان سے زمین پر آتے اور شہزادی سے گفتگو فرماتے جس طرح سے مریم بنت عمران سے مخاطب ہوتے تھے۔ ا۔

مصحف کے معنی اہل لغت کی زبانی

"مختار الصحاح" میں مصحف کے معنی یہ بیان ہوئے ہیں: مصحف بضم میم وکسر میم ایسا مفہوم ہے کہ جو صفحات پر مشتمل ہو۔

"المنجد" مُصحف، مَصحف، مِصحف:۔ ان صفحات کو کہا جاتا ہے جو دو دفتیوں کے درمیان مجلد ہو۔

"مفردات راغب" صحیفہ اسکو کہتے ہیں جس میں کچھ لکھا گیا ہو۔

"مصباح المنیر" مادۂ صحفۃ کے ذیل میں لکھا ہے کہ صحیفہ کسی چمڑے یا کاغذ کے ٹکڑے کو کہا جاتا ہے کہ جس پر کچھ لکھا جاتا ہے۔

"لسان العرب" مصحف اسکو کہتے ہیں کہ جس میں لکھے ہوئے اوراق کو دو دفتیوں کے درمیان میں رکھا جاتا ہے۔ ۲۔

اہل لغت کے درمیان مصحف بضم میم زیادہ مشہور ہے۔

کلمۂ مصحف فاطمہؑ کے سلسلے میں روایات وارد ہوئی ہیں کہ جو حقیقت مصحف کو واضح کرنے کیلئے کافی ہیں۔

علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ امام صادقؑ کے چاہنے والوں میں سے کسی نے مصحف فاطمہؑ کے سلسلے میں آپ سے سوال کیا تو امامؑ نے ایک عمیق سکوت کے بعد فرمایا: تم اپنی ضروری و غیر ضروری چیزوں کے بارے میں جستجو اور تحقیق کرتے ہو۔ اسکے بعد امام نے فرمایا: اِنَّ فَاطِمَةَ مَكَثَتْ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ خَمْسَةً وَسَبْعِيْنَ يَوْماً وَكَانَ دَخَلَهَا حزنٌ شَدِيدٌ عَلىٰ اَبِيْهَا وَ كَانَ جِبْرئِيلُ يَاتِيهَا فَيُحْسِنُ عَزاءَهَا عَلىٰ اَبِيْهَا وَتَطِيبُ نَفْسَها ۔۔۔ الخ۔ یعنی رسول اکرم ﷺ کی بیٹی آپکی ﷺ رحلت کے بعد ۷۵/ دن زندہ رہیں ان ایام میں اپنے بابا کے سوگ میں نہایت اندوہ و غم والم کے دن بسر کر رہی تھیں فرشتہ امین آپکی تسلی کی خاطر زمین پر آتے تھے اور کلمات تسلی پیش فرماتے تھے اور رسول ﷺ کی منزلت و مقام کا ذکر فرماتے۔ امیر المومنینؑ ان کو لکھتے وہی آج مصحف فاطمہؑ کی شکل میں موجود ہے۔ ۳۔

ایک دوسری روایت حسین بن علاء سے ہے۔ امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ مصحف فاطمہؑ ہرگز قرآن کے مانند نہیں ہے لیکن اس میں ہر وہ چیز موجود ہے کہ جس کی بنا پر لوگ ہمارے نیاز مند ہیں اور ہم لوگوں سے بے نیاز ہیں حتیٰ اس میں تازیانہ اور خراش کی دیت کا بھی ذکر ہے۔ ۴۔

امام جعفر صادقؑ نے ایک محدث کے اس سوال کے جواب میں کہ مصحف فاطمہؑ کیا ہے؟ قَالَ اِنَّ

اللہَ لَمَّا قُبِضَ نَبِيُّه دَخَلَ عَلىٰ فَاطمة عليها السّلامُ مِنْ وَفَاتِه مِنَ الْحُزْنِ مٰالاَ يَعْلَمَهُ اِلاّ اللهُ عَزَّ وَجَلّ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا مَلَكاً يسلى غمّهَا و يحدثها ۔۔۔ الخ فرمایا :۔ پروردگار نے جب رسول کریم ﷺ کو اپنی بارگاہ میں بلا لیا تو شہزادی پر غم واندوہ کے پہاڑ ٹوٹ پڑے کہ اس مصیبت عظمیٰ کو سوائے پروردگار کے کوئی نہیں جانتا۔ لہٰذا پروردگار نے ایک فرشتہ شہزادیؑ کی خدمت میں بھیجا تاکہ تسلی آمیز گفتگو سے حزن واندوہ کو کچھ کم کرسکے شہزادی نے مولائے کائناتؑ سے اس ماجرے کا تذکرہ کیا تو آپؑ نے فرمایا: اے بنت نبی ﷺ جب بھی فرشتہ کے آنے کا احساس کریں اور اس کی آواز سنیں تو ہمیں مطلع کریں، چنانچہ شہزادیؑ اس گفتگو سے علیؑ کو مطلع فرماتیں جو علیؑ سنتے، اس کو لکھتے جاتے، چنانچہ وہی مصحف فاطمہؑ کہلایا۔ ۵؎

فرشتگان الٰہی اور شہزادیؑ سے گفتگو کے نمونے

۱۔ فرشتے شہزادی کو مخاطب کرتے ہوئے ان آیات کی تلاوت فرماتے : یا(فاطمہ) انَّ الله اصطَفٰکِ وَطهّرَک وَاصْطَفٰک عَلیٰ نساء العَالمِیْن یَا (فاطمة) اقنُتِی لِرَبّک وَاسجُدی وَارکعی مَعَ الرّاکعِیْن"۔ (اے فاطمہؑ) خدا نے آپکو چن لیا ہے اور پاکیزہ بنایا ہے اور عالمین کی عورتوں میں منتخب قرار دیا ہے۔ (اے فاطمہؑ) پروردگار کی اطاعت کرو سجدہ کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ ۶؎

آیات میں مخاطب جناب مریمؑ ہیں (وَاِذْ قَالَتِ الْمَلاَئِكَةُ يٰا مَرْيَم ۔۔۔) لیکن چونکہ فرشتے شہزادی سے گفتگو فرماتے تو مریمؑ کی جگہ یا فاطمہؑ کہتے۔ ۷؎

۲۔ فاطمہؑ فرشتگان الٰہی سے گفتگو فرماتیں اور ملائکہ شہزادیؑ کو حالات سے باخبر فرماتے ایک رات شہزادیؑ نے ملائکہ سے سوال کیا۔ کیا مریم دختر عمران دنیا کی عورتوں پر برتری نہیں رکھتیں؟ جواب میں فرشتوں نے فرمایا: مریمؑ اپنے زمانے کی منتخب خاتون تھیں لیکن آپ کو پروردگار نے ہر زمانے کیلئے یا مرتبہ قرار دیا ہے اور آپ سیدۂ نساء اولین وآخرین ہیں ۸؎

۳۔ سهل بن ابی صالح عن ابن عباس : اَنَّه أغمیٰ عَلیٰ النّبی ﷺ فِی مَرَضِه فَدَقَّ بابَه ـ فَقَالَتْ فَاطمةُ : مَنْ ذَا ؟ قَالَ : أنَا رَجُلٌ غَرِيبٌ أتَيتُ أسأل رَسولَ اللهِ أتَأذنون لِى فِى الدُّخُولِ عَلَيه ، فَأَجَابَتْ : امضِ رَحِمَکَ اللهُ لِحَاجَتِکَ فَرَسُولُ اللهِ عَنْکَ مَشْغُول فَمَضِى ثُمَّ رَجَعَ فَدَقَّ البَابَ وَقَالَ : غَريبٌ يَسْتَأْذِنُ عَلىٰ رَسُولِ الله أتَأْذنون لِلغُرَبَاء ؟ فَأَفَاقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ غَشْيَةٍ فَقَالَ: يَا فَاطِمَةُ أتَدْرِينَ مَنْ هٰذا ؟ قَالَ: هٰذا مُفرقُ الجَمَاعَات ؟ وَمُنْغِصُ اَللّذّات. هٰذا ملکُ المَوتِ. مَا اِسْتَأْذَنَ وَالله عَلىٰ أحدٍ قَبْلِي، وَلاَ يَسْتَأْذِنُ لِاَحدٍ مِنْ بَعْدِى. اِسْتَأْذَنَ عَلَيَّ لِكَرامَتِي عَلَى

اللهِ ائذنی لَه. فَقَالَتْ: اَدْخُل رَحِمَکَ اللهُ. حضرت رسول اکرم ﷺ کا آخری وقت تھا شہزادی اپنے بابا کی خدمت میں تھیں کہ کسی نے آکر دروازے پر دق الباب کیا شہزادیؑ نے کہا کون؟ جواب ملا میں ایک مسافر ہوں اور رسول اکرم ﷺ سے کچھ سوال کرنے آیا ہوں۔ اجازت مرحمت فرمائیں شہزادیؑ نے فرمایا خدا اتم پر رحمت کرے واپس چلے جاؤ ابھی بابا کی حالت نامساعد ہے۔ فرشتہ واپس گیا اور پھر آیا اور اسی انداز میں آنے کی اجازت چاہی شہزادیؑ نے وہی جواب دیا اسی اثناء میں نبی کریم ﷺ کی آنکھ کھل گئی تو شہزادیؑ فرمایا: اے بابا جان کوئی مسافر ہے جو آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے آیا آپ کی اس حالت میں مناسب تھا کہ میں آنے کی اجازت دیتی تو نبی خدا نے اپنی بیٹی سے فرمایا: اے میری لخت جگر! اے میری پارۂ جگر یہ تمہارے در کا شرف ہے۔ ورنہ یہ آنے والا کسی سے اذن ورود نہیں مانگتا۔ ۹۔

ممکن ہے کہ کوئی کہے کہ فرشتے انبیاء کے علاوہ کسی سے گفتگو نہیں کرتے اور وحی انبیاء کے علاوہ کسی پر نہیں آتی تو یہ بات واضح کردینا ضروری ہے کہ قرآن وتاریخ اس بات کے گواہ ہیں کہ فرشتوں نے انبیاء الٰہی کے علاوہ بھی گفتگو فرمائی ہے اور وحی لیکر آئے ہیں۔ چنانچہ چار خواتین کا تذکرہ تاریخ وقرآن میں ملتا ہے کہ جن سے فرشتوں نے گفتگو کی اور دیگر مخلوقات الٰہی سے بھی گفتگو فرمائی۔

وہ چار خواتین یہ ہیں۔ ا۔ جناب مریمؑ، جناب عیسیٰؑ کی والدہ گرامی ۲۔ زوجہ جناب عمران، حضرت موسیٰؑ کی مادر گرامی ۳۔ جناب سارہ حضرت اسحٰق ویعقوب کی ماں ۴۔ فاطمۃ الزہراؑ رسول گرامی ﷺ کی بیٹی۔ ۱۰۔

وحی الٰہی کے متعلق چند قرآنی آیات

ا۔ آسمانوں کو: فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا ۚ وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۔ پھر ان آسمانوں کو دو دن کے اندر سات آسمان بنادیے اور ہر آسمان میں اسکے معاملے کی وحی کردی اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے آراستہ کردیا ہے اور محفوظ بھی بنادیا ہے کہ یہ خدائے عزیز وعلیم کی مقرر کی ہوئی تقدیر ہے۔ ۱۱۔

۲۔ حواریوں کو: وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي۔ اور جب ہم نے حواریوں کی طرف وحی کی کہ ہم پر اور ہمارے رسولوں پر ایمان لے آؤ۔ ۱۲۔

۳۔ فرشتوں کو وحی: إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۔ جب تمہارا پروردگار ملائکہ کو وحی کر رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں لہٰذا تم صاحبان ایمان کو ثبات قدم عطا کرو۔ ۱۳۔

۴۔ شہد کی مکھی کو وحی: وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ

وَمِمَّا يَعْرِشُونَ۔ اور تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھی کو وحی کی کہ پہاڑوں اور درختوں اور گھروں کی بلندیوں میں اپنے گھر بنائے۔ ۱۴؎

۵۔ جناب موسیٰؑ کی مادر گرامی کو وحی: وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ۔ اور ہم نے مادر موسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ اپنے بچے کو دودھ پلاؤ۔ ۱۵؎

خصوصیات مصحف زہراؑ

۱۔ مصحف فاطمہ زہراؑ قرآن کے ۳/برابر ہے اور ۱۰۰۰/ صفحات سے زیادہ پر مشتمل ہے۔ مصحف فاطمہ زہراؑ تعلیمات اور آداب ورسوم الٰہی اپنے وسیع دامن میں لئے ہوئے ہے۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ امام صادقؑ نے ابی بصیر سے فرمایا ہمارے پاس مصحف فاطمہؑ ہے لوگ کیا جانیں کہ مصحف فاطمہؑ کیا ہے یہ قرآن کے ۳/برابر ہے۔ خدا کی قسم! اس میں قرآن کا ایک لفظ بھی نہیں ہے اور اس میں حقائق کا بحر بیکراں موجزن ہے کہ جسے پروردگار عالم نے ہماری مادر گرامی فاطمہؑ پر وحی فرمائی۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ مصحف فاطمہؑ اصل میں قرآن ہے۔ ۱۶؎

اس حدیث شریف سے استفادہ ہوتا ہے کہ:

۱۔ مصحف زہراؑ قرآن کے ۳/برابر ہے۔

۲۔ مصحف زہراؑ قرآن نہیں ہے اور نہ ہی تکمیل کنندۂ قرآن ہے۔

۳۔ مصحف زہراؑ قرآن کے مقابل نہیں ہے۔

۴۔ یہ خیال کرنا کہ مصحف زہراؑ ہی قرآن ہے یہ حرمت قرآن کے منافی ہے۔

۵۔ امام علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے کہ مصحف زہراؑ قرآن کے ۳/برابر ہے یہ مصحف کے حجم اور اس کے مطالب کی طرف اشارہ ہے۔ قرآن سے مقایسہ کے لئے نہیں ہے بلکہ مقایسہ اس لئے ہے تاکہ مصحف زہراؑ کا اندازہ ہوسکے چونکہ لوگوں کے ہاتھوں میں قرآن موجود ہے اور حجم وآیات قرآن مشخص ہیں۔

۶۔ مصحف کا اطلاق صرف قرآن کریم پر ہی نہیں ہوتا ہے۔ اور نہ ہی قرآن کریم کی کسی آیت میں کتاب خدا کو مصحف سے تعبیر کیا گیا ہے جبکہ قرآن میں کلمۂ صحف استعمال ہوا ہے لیکن غیر قرآن کے لئے استعمال ہوا ہے۔ إِنَّ هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۝ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ۔ یہ بات تمام پہلے صحیفوں میں بھی موجود ہے ابراہیم کے صحیفوں میں بھی اور موسیٰؑ کے صحیفوں میں بھی۔ ۱۷؎

ہاں یہ ضرور ہے کہ مصحف کا اطلاق بہ معنای عام، قرآن کریم پر بھی ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اہل لغت نے مصحف کو اس جمع شدہ کتاب کیلئے استعمال کیا ہے کہ جو دو دفتیوں کے درمیان ہو۔ ۱۸؎

۲۔ مصحف زہراؑ سرچشمۂ وحی ہے کہ جس کے مضامین پروردگار کی طرف سے ہیں اور علم الٰہی پر مشتمل ہیں

جس کو جبرئیل امین حکم پروردگار سے شہزادی کی خدمت میں لیکر حاضر ہوتے اور شہزادی کائنات املا فرماتیں اور مولائے کائناتؑ ضبط تحریر میں لاتے۔

مصحف زہراؑ کا موازنہ کسی بھی کتاب سے نہیں کیا جاسکتا ہے اس لئے کہ جو بھی کتابیں تالیف یا تصنیف کی جاتی ہیں اس میں ذاتی افکار اور اپنی سمجھ بوجھ شامل ہوتی ہیں یا کسی سے نقل کی جاتی ہیں۔ مگر مصحف زہراؑ وہ عظیم علمی خزانہ اور بیش بہا معرفت کا دریا ہے کہ جسکا منبع اسرار الٰہی ہے۔

یہ وہ عظیم سرمایہ ہے کہ جس میں ابتدائے کائنات سے انتہائے کائنات کا تذکرہ ہے جبکہ اس کتاب کی تدوین صرف ۷۵/دنوں میں ہوئی ہے اس لئے کہ رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد شہزادیٔ کائنات معتبر قول کے مطابق ۷۵/دن سے زیادہ زندہ نہ رہ سکیں۔

۳۔ مصحف شہزادی کائنات، مجموعۂ اسرار رسالت وامامت ہے جو صرف ائمہ طاہرین علیہم السلام کے پاس رہا اور زمانے کے گذرنے کے ساتھ ایک امامؑ سے دوسرے امامؑ تک پہونچتا رہا اور امام کی امامت کی دلیل قرار پایا۔ روایت میں ہے کہ جب امام رضاؑ نے امام معصوم کی علامات اور نشانیوں کا ذکر فرمایا تو فرمایا:

"وَيَكُوْنُ عِنْدَهُ مُصْحَفُ فَاطِمَةَؑ" ۔ مصحف فاطمہؑ امام کے پاس امامت کی نشانی وعلامت ہے۔ ۱۹۔

وہ علوم جو ائمہ طاہرینؑ کے امتیازات واختصاصات شمار کئے جاتے ہیں جیسے کہ علم جامعہ، جفر، مصحف فاطمہؑ یہ وہ علوم ہیں جن کے بارے میں بہت ساری روایات وارد ہوئی ہیں۔ ائمۂ طاہرینؑ انھیں علوم کے ذریعہ لوگوں کی علمی وفکری پیاس بجھاتے اور لوگوں کی مشکلات کو حل کرنے کے لئے اسی کتاب سے استفادہ کرتے تھے۔ یہ علوم ومعارف اسلامی کے وہ گراں بہا خزانے ہیں جن کو ذہن بشری سمجھنے سے قاصر ہے اور مادی افکار میں یہ نہیں سما سکتے۔

علوم اختصاصی ائمہ طاہرین علیہم السلام کے سلسلے میں روایات

عَنْ اَبِي بَصِيْر قَالَ:۔ دَخَلْتُ عَلٰی اَبِي عَبْدِاللهِ قَالَ فَقُلْتُ لَهٗ اِنِی اَسْئَلُکَ ۔جُعِلْتُ فِدَاکَ۔ عَنْ مَسْئَلَةٍ لَيْسَ هٰاهُنَا اَحَدٌ يَسْمَعُ كَلَامِي ؟ قَالَ فَرَفَعَ اَبُوعَبْدِ الله سترا بَيْنِي وَبَيْنَ آخرٍ فَاطَّلَعَ فِيه۔۔۔ وَاِنَّ عِنْدَنا المُصْحف فَاطِمَةَ وَمَايُدْرِيهِمْ مَا مُصْحَفُ فَاطِمَةَؑ ۔۔۔ الخ ۲۰۔

ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں ایک روز امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے کہا (ہماری جانیں آپ پر قربان ہو جائیں) ہم آپ کی خدمت میں کچھ سوال لیکر آئے ہیں یہاں کوئی ہماری گفتگو کو سننے والا موجود تو نہیں ہے؟ امامؑ نے دو کمروں کے درمیان جو پردہ تھا اسکو اٹھایا اور ایک سرسری نگاہ ڈالی پھر فرمایا اے ابو محمد! جو بھی تمہیں پوچھنا ہے پوچھو پھر فرمایا: اے ابو محمد ہمارے پاس جامعہ ہے لوگ کیا جانیں کہ جامعہ کیا ہے؟ راوی کہتا ہے میں نے پوچھا جامعہ کیا ہے؟ تو امام نے جواب میں فرمایا: جامعہ

ایک طومار ہے کہ جس کی لمبائی سات ذراع ہے کہ جس کو رسول ﷺ نے تعلیم فرمایا اور حضرت علیؑ نے لکھا، اس میں سارے ہی حلال و حرام اور لوگوں کے مورد نیاز مسائل موجود ہیں۔ یہاں تک کہ خراش کی دیت بھی ہے۔ پھر فرمایا: ہمارے پاس جفر ہے اور لوگ کیا جانیں کہ جفر کیا ہے؟ راوی کہتا ہے میں نے جفر کے سلسلے میں بھی استفسار کیا تو امام نے فرمایا: کہ جفر ایک کھال کا ٹکڑا ہے جس میں پیامبران الٰہی و اوصیاء الٰہی و بنی اسرائیل کے باعلم و فضل افراد کے علوم و معارف جمع ہیں۔ پھر فرمایا: ہمارے پاس مصحف فاطمہ ہے اور لوگ کیا جانیں کہ اس میں کیا ہے اور پھر فرمایا: مصحف فاطمہؑ، جو قرآن تمہارے پاس ہے اسکے تین برابر ہے لیکن خدا کی قسم ایک حرف بھی اس میں قرآن کا نہیں ہے۔ ۲۱۔

ان احادیث شریفہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مصحف فاطمہؑ قرآن نہیں ہے لیکن ایک معاند گروہ شیعوں کو اس بات سے متہم کرتا ہے کہ شیعوں کا قرآن جو ہمارے پاس ہے اس سے الگ ہے اور وہ چالیس پاروں پر مشتمل ہے جس کو یہ لوگ مصحف فاطمہؑ کہتے ہیں۔ اس اتہام کے کچھ وجوہات ہیں:

۱۔ شیعوں کی کتب احادیث سے عدم واقفیت اور کتب شیعہ کی طرف مراجعہ نہ کرنا کہ جس میں صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ مصحف فاطمہؑ قرآن نہیں ہے۔

۲۔ بر بناء عناد و تعصب شیعوں پر بے جا اتہام لگایا جاتا ہے تاکہ چہرۂ مکتب تشیع کو مخدوش کیا جاسکے۔

۳۔ اہلبیتؑ سے دشمنی۔ اہلبیتؑ کا رابطہ وحی سے ہے اس حقیقت سے انکار کرنے کے لئے یہ بات پیش کی جاتی ہے تاکہ یہ واضح کریں کہ یہ جو کہتے ہیں وہ قرآن کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور یہ بھی ہمارے ہی طرح عام انسان ہیں۔

۴۔ صحیفہ سے مراد صرف قرآن ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد مسلمانوں حتیٰ اصحاب کے درمیان بھی یہ بات ذہنوں میں بٹھا دی گئی کہ مصحف کا اطلاق صرف اور صرف آیات قرآنی پر ہوتا ہے اور اس دور میں بہت سے لوگوں کے پاس قرآنی آیات کا مجموعہ موجود تھا کہ جس کے پاس وہ ہوتا، اس کی نسبت اسی کی طرف دے دیتے تھے جیسے کہ وہ قرآن جو مولائے کائناتؑ کے پاس تھا اسکو مصحف علیؑ کہا کرتے تھے البتہ آج بھی مصحف شریف کا اطلاق قرآن پر مشہور ہے۔ لیکن ایسا ہر گز نہیں ہے کہ مصحف کا اطلاق صرف قرآن پر ہوتا ہو اس لئے کہ جو لوگ قرآن کو مصحف کہتے تھے یا کہتے ہیں انھوں نے معنای لغت کو مدنظر رکھا ہے اس لئے کہ اہل لغت ہر اس تحریر کو کہ جو دو دفتیوں کے درمیان موجود ہو مصحف یا صحیفہ ہی سے تعبیر کرتے ہیں۔

یہاں پر بعض روایات ذکر کی جارہی ہیں جن میں صراحت کے ساتھ یہ بات بیان کی گئی ہے کہ مصحف فاطمہؑ، قرآن نہیں ہے۔

ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ سوال کیا: وَمَا مُصْحَفُ فَاطِمَةَ ؟ قالؑ: مصحف فیه مثل قرآنکم ثلاث مرات واللہ مافیه من قرانکم حرف واحد۔ مصحف فاطمہؑ کیا ہے امامؑ نے جواب میں فرمایا: کہ جو قرآن تمہارے پاس ہے اس کے ۳/ برابر ہے اور خدا کی قسم تمہارے پاس جو قرآن ہے اس میں کا ایک حرف بھی اس میں نہیں ہے۔ ۲۲۔

محمد بن مسلم نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے:۔ وَخَلَفَتْ فَاطِمَة مُصْحَفاً مَا هُوَ قُرآنٌ وَلٰكِنَّه كَلَامٌ مِنْ كَلَامِ اللهِ اُنْزِلَ عَلَيْهَا۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اپنی یادگار چھوڑی ہے لیکن وہ قرآن نہیں ہے لیکن کلام خدا ہے کہ جو فاطمہؑ پر نازل ہوا ہے۔ ۲۳۔

حسین بن علاء کہتے ہیں کہ میں نے امام صادقؑ سے سنا: اِنَّ عِنْدِی مُصحَف فَاطمة مٰااَزْعَمَ اَنَّ فِيهِ قُرآناً۔ میرے پاس مصحف فاطمہؑ ہے لیکن کوئی گمان نہ کرے کہ اس میں آیات قرآنی ہیں۔ ۲۴۔

ابی حمزہ امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں: مُصْحَفُ فاطمة(س) مٰا فِيه شَئٌ مِن كِتابِ اللهِ وَاِنَّمَا هُو شَئٌ اُلْقِيَ عَلَيهَا بَعْد موتِ اَبِيها۔ مصحف فاطمہؑ میں قرآن کریم میں سے کچھ نہیں ہے اور مصحف ان مطالب پر مشتمل ہے جن کو فرشتہ الٰہی نے رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد ان (فاطمہ زہراؑ) پر الہام فرمایا۔ ۲۵۔

ان احادیث سے یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ مصحف فاطمہؑ قرآن کے ۳/ برابر ہے لیکن مطالب کے اعتبار سے قرآن کے ظواہر کا کوئی بھی مطلب اس میں موجود نہیں ہے۔

چنانچہ علّامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن میں سب کچھ موجود ہے اور اس میں گذشتہ وآئندہ کی ساری باتیں ذکر کر دی گئی ہیں تو پھر اس حدیث کے معنیٰ کیسے کئے جائیں گے کہ جس میں اس بات کا ذکر ہے کہ مصحف فاطمہؑ میں علوم ماکان ومایکون یعنی حوادث گذشتہ وآئندہ کا ذکر موجود ہے تو ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ممکن ہے مصحف فاطمہؑ ان قرآنی آیات کی تاویل و تفسیر پر مشتمل ہو کہ جن تک ذہن بشر کی رسائی ممکن نہیں ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ مصحف فاطمہؑ، قرآن کے ظاہری الفاظ پر مشتمل نہیں ہے۔ ۲۶۔

مصحف فاطمہؑ میں کیا کیا ہے؟

امام صادقؑ سے روایت ہے فرمایا:۔ عِنْدِی مُصْحَفُ فاطِمة ۔۔۔ وَفِيهِ مٰا يَحْتَاجُ النَاسُ اِلَيْنا وَلَا يَحْتَاجُ اِلىٰ اَحَدٍ حَتىٰ فِيهِ اَرْشُ الْخَدشِ:۔ میرے پاس مصحف فاطمہؑ ہے۔۔۔ اس میں ہر وہ کچھ موجود ہے کہ جس کی لوگوں کو ضرورت ہے اور اسی مصحف فاطمہؑ نے ہمیں تمام لوگوں سے بے

نیاز کردیا ہے یہاں تک کہ اس میں خراش کی دیت کا بھی ذکر ہے۔۲۷؎

قَالَ اَبُوعَبدِاللهِ علیہ السلام اِنَّ عَبْدَاللهِ بنَ الْحَسَنِ يَزْعُمُ انّه لَيْسَ عِنْدَه مِنَ الْعِلْمِ اِلاّ مٰا عِنْدَالنَّاسِ فَقَالَ علیہ السلام صَدَقَ وَاللهِ عَبْدُاللهِ بنُ الْحَسَنِ مٰا عِنْدَه مِنَ الْعِلمِ اِلاّ مٰا عِنْدَ النَّاس۔۔۔ امام صادقؑ فرماتے ہیں :۔ عبداللہ بن حسن کا تصور یہ ہے کہ ہمارے اور دوسرے لوگوں کے علم میں کوئی فرق نہیں ہے وہی سارے علوم جو لوگوں کے پاس ہیں ہمارے پاس بھی ہیں اور اس سے زیادہ کچھ بھی ہمارے پاس نہیں ہے۔ پھر امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم ! عبداللہ بن حسن کے پاس بس وہی علم ہے جو لوگوں کے پاس ہے (عبداللہ بن حسن کے علم اور ہمارے علم میں اتنا ہی فرق ہے جتنا فرق کوزہ اور سمندر میں ہے) لیکن خدا کی قسم ہمارے پاس جامعہ ہے جس میں حلال وحرام الٰہی کا ذکر ہے۔ ہمارے پاس جفر ہے کیا عبداللہ بن حسن جانتے ہیں کہ جفر کیا ہے اور ہمارے پاس مصحف فاطمہؑ ہے خدا کی قسم اس میں ایک حرف بھی قرآن سے نہیں ہے پھر فرمایا جب اطراف واکناف عالم سے لوگ آئیں گے اور عبداللہ بن حسن سے سوال کریں گے تو وہ کیا جواب دیں گے اور کیا کریں گے (کیا منھ دکھائیں گے)۔۲۸؎

كَانَ الصَّادِقُ علیہ السلام يَقُولُ ۔۔۔ اِنَّ عِنْدَنا الجَفْرَ الْاَحَمَر وَالْجَفْر الاَبْيَضَ وَمُصْحف فَاطمہ ۔۔۔ وَاَمَّا مُصْحَفُ فَاطِمة فَفِيْهِ مٰايَكُونُ مِنْ حٰادِثٍ وَ اَسْمٰاءِ كلِ مَن يَملكِ اِلی اَنْ تَقُومَ السَّاعةُ ۔۔۔ امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ ۔۔۔ مصحف فاطمہؑ میں ہر نو پذیر واقعات کا ذکر موجود ہے اور تا قیامت جو لوگ بھی اس زمین پر حکومت کریں گے ان کے نام کا ذکر ہے۔۲۹؎

عَنْ فُضَيْلٍ قَالَ : دَخَلْتُ عَلیٰ اَبِي عَبْدِاللهِ فَقَالَ يَا فُضَيْل اَتَدرِی فِی اَيِّ شَیءٍ كُنْتُ اَنْظُرُ فَقُلْتُ لاَ قَالَ: كُنْتُ اَنْظُرُ فِی كِتَابِ فَاطمه فَلَيْسَ مَلِكٌ يَمْلِكُ اِلّا وَ هُوَ مَكْتُوبٌ بِاسْمِهِ وَاِسْمُ اَبِيه فَمٰا وَجَدْتُ لِوَلِدِ الْحَسَنِ فِيْه شَيْئاً ۔ فضیل بن سکرہ کہتے ہیں کہ میں امام صادقؑ کی خدمت اقدس میں مشرف ہوا تو امام نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا : اے فضیل تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے آنے سے پہلے کس چیز کو دیکھ رہا تھا میں نے کہا نہیں۔ تو امامؑ نے فرمایا: میں کتاب فاطمہؑ کو دیکھ رہا تھا جس میں کوئی بھی حکومت کرنے والا حاکم نہیں ہے کہ اس کا نام اس کی ولدیت کے ساتھ اسمیں تحریر نہ ہو اور اس میں امام حسنؑ کے فرزند کا کوئی ذکر نہیں پایا۔ (محمد بن عبداللہ نے چونکہ امامت وحاکمیت کا دعویٰ کیا تھا امامؑ کا اشارہ اسی طرف ہے) ۳۰؎

قَالَ اَبُوعَبدِاللهِ مٰا مِنْ نَبِيٍ وَلَا وَصِی وَلَا مَلِكٌ اِلاّ فِی كِتَابِ عِنْدِی لَا وَاللهِ مَا لِمُحَمدُ بنُ عَبْدِاللهِ بنِ الحَسَنِ فِيْهِ اِسمٌ :۔ معلیٰ بن خنیس سے روایت ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا کوئی بھی پیامبر الٰہی اور ان کا جانشین جو پیغام الٰہی لیکر آیا ہو ایسا نہیں ہے کہ جس کا نام اس کتاب میں موجود نہ ہو جو

کتاب میرے پاس موجود ہے اور خدا کی قسم! محمد بن عبداللہ بن حسنؑ کا نام اسمیں موجود نہیں ہے۔۳۱؎

مصحف فاطمہؑ کہاں ہے؟

متعدد روایات معصومینؑ سے کہ جن میں عِنْدِی (میرے پاس) عِنْدَنا (ہمارے پاس) ذکر ہے استفادہ ہوتا ہے کہ مصحف فاطمہؑ امامت کی نشانی و دلیل ہے اور ائمہ طاہرینؑ میں ہی یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا ہے۔ اور منکرین امامت کے سامنے ائمہ طاہرینؑ، صحیفہ کو دلیل کے طور پر پیش فرماتے رہے اور اپنے امام حق ہونے پر دلیل دیتے رہے۔

ابی بصیر فرماتے ہیں کہ میں نے امام صادقؑ سے دریافت کیا: قُلْتُ جُعِلْتُ فِداکَ فَلِمَنْ صَارَ ذٰالِکَ الْمُصْحَفُ بَعدَ مُضِیّها قَالَ دَفَعَتْه اِلَی اَمِیْرِالْمُومِنِیْن(ع) فَلَمّا مَضٰی صَارَ اِلَی الحسن ثُمَّ اِلَی الْحُسَیْنؑ ثُمَّ عِنْدَ اَهْلِهٖ حَتّٰی یَدْفَعُوهُ اِلٰی صَاحِبِ هٰذا الْاَمْرِ۔ ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا میں آپ پر فدا ہو جاؤں آپ اتنا ہمیں بتائیں کہ شہادت شہزادیؑ کے بعد مصحف کہاں گیا تو امامؑ نے فرمایا وہ مصحف امام علیؑ کی طرف منتقل ہوا پھر شہادت امامؑ کے بعد امام حسنؑ کے پاس آیا پھر امام حسینؑ کے پاس منتقل ہوا پھر ایک امامؑ سے دوسرے امامؑ تک منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ امام زمانہ تک منتقل ہوا۔ ۳۲؎

دوسری روایت ابو بصیر سے ہی ہے کہ:۔ مَامَاتَ اَبُو جَعْفَر علیه السلام حَتّیٰ قَبَضَ مُصْحَفَ فَاطِمَه سَلامُ اللّٰهِ عَلْیهَا۔ امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ امام محمد باقرؑ نے اپنے انتقال سے پہلے مصحف ہمارے حوالہ کر دیا۔ ۳۳؎

علامہ آقا بزرگ طہرانی اپنی کتاب "الذریعہ" میں مصحف فاطمہؑ کا ذکر فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ: مُصْحَفُ فَاطِمَة عَلَیهَا السَّلامُ مِنْ وَدَایِعِ الْاِمَامَةِ عِنْدَ مَولٰینَا وَاِمَامِنَا صَاحِبِ الزَّمَان کَمَا رُوِیَ فِی عِدَّةِ اَحَادیثٍ مِنْ طُرُقِ الْاَئِمَّة مِنهَا فِی (بَصَائر الدرجات) قَدْ حَکَاهُ العَلامَةُ المَجْلِسِی فِی اَوَّلِ (البحار) مصحف فاطمہؑ ائمہ طاہرینؑ کی امانت ہے جو ہمارے امام زمانہؑ کے پاس موجود ہے۔ جیسا کہ "بصائر الدرجات" میں ائمہ طاہرینؑ سے متعدد روایات نقل ہوئی ہیں جنہیں علامہ مجلسی نے "بحار" میں حکایت فرمایا ہے۔ ۳۴؎

قَالَ فِی تَذْکِرَةِ الْاَئِمَةِ فِی ذِکْرِ مُصْحَفِ فَاطمةؑ اِنَّه کُلَّمَا حَدَّثَهَا جِبْرَئِیلُ بَعْدَ اَبِیهَا مِنَ الْاَخْبَارِ وَالْقِصَصِ وَمَاجَرٰی اِلٰی یومِ الْقِیامَةِ وَمَایَصْنَعُ الْمُنَافِقُونَ مِنْ هٰذِه الْاُمَّةِ وَخُلَفَاءِ الْجَورِ مِنْ بَنِی اُمَیَّةَ وَبَنِی الْعَبَاسِ وَ غَیْرِهِمْ مِنْ سَلاطِینَ الْکُفْرِ وَالْاِسْلامِ فِی کُلّ العَالَمِ اَمْلاَهَا

فَاطِمَةٌ وَكَتَبَ اَمِيْرُالْمُومِنِيْنَ فِي طُومَارٍ سُمّى مُصحفُ فَاطِمَةَ وَهُوَ الآنَ عِنْدَ صَاحِبِ الْعَصْرِ ۳۵۔

یعنی مصحف فاطمہؑ کے سلسلے میں "تذکرۃ الائمہ" میں مذکور ہے کہ وفات رسول کریم ﷺ کے بعد جناب جبرئیل بنت رسول ﷺ کی خدمت میں آتے اور سارے واقعات اور قصہ جو قیامت تک انجام پانے والے ہیں آپکی خدمت میں عرض کرتے اور منافقین کے کالے کرتوت، خلفائے بنی امیہ وبنی عباس وغیرہ کے ظلم وجور وستم اور سلاطین وحکمران اور بادشاہان اسلام وکفار جو سارے عالم میں حاکم ہیں ان کا ذکر کرتے۔ شہزادیٔ کائناتؑ اس کو مولائے کائناتؑ سے بیان فرماتیں۔ اور مولائے کائناتؑ اس کو ضبط تحریر میں لے آتے اسی کا نام مصحف فاطمہؑ رکھا گیا اور آج وہ امام عصرؑ کے پاس موجود ہے۔

حوالے:

۱۔ عوالم العلوم والمعارف والاحوال: علامہ بحرانی، ص ۶۸، انتشارات مؤسسہ تحقیقات ونشر معارف اہلبیتؑ۔ بحار الانوار، ج ۱۴ ص ۴۳، ص ۷۸۔

۲۔ لسان العرب، ج ۳، ص ۱۰۳۸، چاپ دارالفکر۔

۳۔ بحارالانوار، ج ۲۲ ص ۵۴۵۔ ج ۴۳، ص ۷۹، اصول کافی، ج ۱، ص ۲۴۱، باب ۹۶۔ فاطمہؑ از ولادت تا شہادت محمد کاظم قزوینی، ص ۱۵۲۔

۴۔ اصول کافی، ج ۱، ص ۲۴۰، باب ۹۶۔

۵۔ بحارالانوار، ج ۴۳، ص ۸۰۔ ج ۲۶، ص ۴۴۔ اصول کافی، ج ۱، ص ۲۹۶، باب ۹۶۔

۶۔ سورۂ آل عمران، آیت ۴۲ و ۴۳

۷۔ عوالم العلوم والمعارف والاحوال، علامہ بحرانی، ص ۶۸

۸۔ عوالم العلوم والمعارف والاحوال، علامہ بحرانی، ص ۶۸۔ بحار الانوار ج ۱۴، ص ۲۰۶۔

۹۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۱۱۶۔

۱۰۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۱۱۵۔

۱۱۔ سورۂ فصلت، آیت ۱۲۔

۱۲۔ سورۂ مائدہ، آیت ۱۱۱۔

۱۳۔ سورۂ انفال، آیت ۱۲۔

۱۴۔ سورۂ نحل، آیت ۶۸۔

۱۵۔ سورۂ قصص، آیت ۷۔

۱۶۔ اصول کافی ج ۱، ص ۲۳۸، باب ۹۶۔ فاطمہ از ولادت تا شہادت، محمد کاظم قزوینی، ترجمہ علی کرمی، ص ۱۴۹ تا ۱۵۱۔

۱۷۔ سورۂ اعلیٰ، آیت ۱۸۔۱۹۔

۱۸۔ اعلموا انی فاطمۃ، عبدالحمید باہر۔ج/۶، ص ۱۰، انتشارات افق فروا

۱۹۔ بحار الانوار ج/ ۲۵، ص ۱۱۷۔

۲۰۔ دفاع عن الکافی ج ۲، ص ۳۵۳ بحار الانوار ج ۲۶، ص ۳۹۔ اصول کافی، ج ۱، ص ۲۳۹، باب ۹۶۔

۲۱۔ اصول کافی، ج ۱، ص ۲۳۹، باب ۹۶۔ بحار الانوار، ج ۲۶، ص ۳۸۔

۲۲۔ اصول کافی ج ۱، ص ۲۳۹، باب ۹۶۔ بحار الانوار، ج ۲۶، ص ۳۸۔

۲۳۔ بصائر الدرجات، محمد بن حسن الصفار، ص ۱۷۶۔

۲۴۔ بحار الانوار، ج ۲۶، ص ۳۷۔

۲۵۔ بحار الانوار، ج ۲۶ ص، ۴۸۔

۲۶۔ بحار الانوار، ج ۲۶، ص ۴۰۔

۲۷۔ اصول کافی، ج ۱، ص ۲۴۰ باب ۹۶۔ بحار الانوار ج ۲۶، ص ۱۸۔

۲۸۔ بحارلانوار، ج ۲۶، ص ۴۶ (نوٹ) روایت میں املاء رسول و خط علی ہے۔ لیکن بحار کے حاشیہ میں تحریر ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے مراد جناب جبرئیل ہیں۔

۲۹۔ بحار الانوار، ج ۲۶، ص ۱۸۔

۳۰۔ اصول کافی، ج ۱، ص ۲۴۲ باب، ۹۶۔ بحار الانوار، ج ۲۶، ص ۱۵۵۔

۳۱۔ بحار الانوار، ج ۲۶، ص ۱۵۶۔ ج ۴۷، ص ۳۲۔

۳۲۔ مسند فاطمۃ عزیز اللہ عطاری، ص ۲۹۲۔ دلائل الامامۃ، ص ۲۷ نقل از موسوعۃ الکبریٰ عن فاطمۃ الزہراؑ۔ ج ۱۹، ص ۳۲۰۔

۳۳۔ بحار الانوار، ج ۴۶، ص ۴۷۔

۳۴۔ الذریعہ، علامہ بزرگ طہرانی، ج ۲۱، ص ۱۲۶۔ رقم ۴۲۴۸۔

۳۵۔ الموسوعۃ الکبریٰ عن فاطمۃ الزہراؑء ۱۹، ص ۳۳۰۔ تذکرۂ ائمہ، علّامہ مجلسی (فارسی نسخۂ خطی) ص ۳۹، باب دوم